DOI: https://doi.org/

Al-Basirah البصيرة

Volume 11, Issue 02, (Dec 2022)

https://albasirah.numl.edu.pk/ eISSN: 2222-4548, pISSN: 2520-7334

# جدید درسیات میں تشبیہات وامثلہ کا استعمال: حضور اکرم ﷺ کی حکمت تدریس کے تناظر میں اطلاقی مطالعہ

# Use of Tashbihat and Amthila in Modern Education: Applied study of the Prophet's Teaching Strategy

**Dr.'Amir Hayat[1] Dr. Sumera Rabia[1]**

[1.] Assistant Professor, Institute of Arabic & Islamic Studies, GC Women University, Sialkot

**Received: July 30, 2022 | Revised: Dec 05, 2022 | Accepted: Jan 05, 2023 | Available Online: Jan 24, 2023**

***ABSTRACT***

Critical Thinking is one of the most desired objectives of today's teaching and learning process. Recent studies in education research indicate numerous approaches to enable students to comprehend and evaluate the subject matter successfully. To enhance critical thinking skills one of the most successful methods is use of metaphor in the classrooms. American cognitive linguist G.P. Lakoff and his successors have written considerably about the usefulness of metaphors in the classrooms. When one looks at the pedagogies of Prophet Muhammad (Peace Be Upon Him), he finds extensive use of metaphors in his teaching circles. This article is intended to highlight the use of metaphors in the teaching methodology of Holy Prophet and its significance in modern classrooms. The results of the study show that an effective teacher must not only convey his subject matter effectively but also present his personal character as role model to enhance learning process among the students.

***Keywords:*** Education, Islamic teaching methods, Learning, Metaphors, Modern Teaching, Pedagogies,

**Funding:** This research received no specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Correspondence Author's Email: amirhayat5817@gmail.com

## 1۔ تعارف:

تعلیم و تدریس میں جدید تحقیقات کا بنیادی مقصد تعلیمی اور تدریسی پیشہ ور افراد کو تعلیم کے بارے میں تعلیمی نظریات کے ساتھ ساتھ عملی تدریسی اسلوب کا تحقیق پر مبنی معیاری علم و ہنر فراہم کرنا ہے۔ اس کا مقصد تعلیم وتربیت کے ذریعے اساتذہ اور تعلیمی پیشہ ور افراد کے معیار کو بہتر بنا کر معاشرے کی تعلیمی و سماجی ترقی میں اپنا حصہ ڈالنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لئے تعلیم کے متعدد گوشوں پر تحقیق جاری رہتی ہے۔ تعلیمی تحقیق کا ایک جدید میدان عمل تدریس میں تشبیہات وامثلہ کا استعمال اور ان کی علمی و عملی معنویت کا ہے۔ معلوم تعلیمی و تدریسی تاریخ میں زبان کے مطالعہ میں بطور

OPEN ACCESS **Al Baṣīrah**, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/

*This Work* is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

خاص تشبیہات اور امثلہ کا استعمال ارسطو کے دور سے متداول ہے۔پہلے پہل تو امثلہ اور تشبیہات کا استعمال ادباء اور شعراء کے ہاں اپنی نظم ونثر کو مرصع بنانے کے لئے استعمال ہوتا تھا لیکن بعد ازاں اس کے تدریسی استعمال کی طرف توجہ مبذول کی گئی۔ دور جدید میں خاص طور پر تعلیمی و تدریسی عمل کو با معنی بنانے کے لئے تشبیہات و امثلہ کا مطالعہ محققین کا خاص موضوع بن چکا ہے۔ اطلاقی لسانیات، فلسفہ، علمی نفسیات اور ادب میں امثلہ کے استعمال پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ ایک لفظ یا تصور کے ساتھ وابستہ مفاہیم کو لسانی، علمی اور گفتگو کے تناظرات میں منتقل کرکے ذہن کو نئے تصورات کی تفہیم کے لئے تیار کیا جا سکتا ہے۔[61]

جدید تدریسی طریقہ ہائے کار میں امثلہ و تشبیہات کے استعمال کی اہمیت کو اجاگر کرنے کا سہرا لیکوف اور جانسن (Lakoff and Johnson) کے سر باندھا جاتا ہے۔[62] لیکوف اور جانسن کے مطابق گفتگو میں تشبیہ و مثال کا استعمال انسانی ادراک کو وسعت دیتا ہے۔ انسانی علم، عقائد، تجربے اور مشاہدے کے نتیجے میں مختلف امثلہ کے استعمال سے انسانی ذہن کی گرہوں کو کھولنے میں مدد ملتی ہے۔ انسان مختلف چیزوں کی ماہیت و کیفیت سے آگاہ ہوتا ہے۔ جب ان معلوم حقائق کو تمثیل کے رنگ میں نامعلوم حقائق کی تفہیم کے لئے استعمال کیا جاتا ہے تو انسانی ذہن ان میں پنہاں معانی کو کھولنا شروع کرتا ہے اور اس طرح سے معلوم چیز سے نامعلوم چیز کو معلوم کرنے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ بطور خاص زبان بنیادی طور پر امثلہ و تشبیہات سے وجود میں آنے والی چیز ہے۔ اس لئے نئی زبان کی تفہیم میں بطور خاص پہلے سے معلوم تشبیہات کا ایک خاص کردار تسلیم کیا جاتا ہے۔ اس طرح لیکوف اور جانسن نے امثلہ و تشبیہات کو صرف کلام کو مرصع کرنے کے استعمال کو مسترد کرتے ہوئے ان کے علمی استعمال کا تصوراتی نظریہ تیار کیا۔ امثلہ کی لسانی خصوصیات کے بجائے اس کی علمی نقشہ سازی کرتے ہوئے تشبیہات و امثلہ کو علمی مقام دیا۔[63]

موزر (Moser) کے مطابق امثلہ اور تشبیہات کے ذریعے نامعلوم حقائق تک رسائی اور سماجی و ثقافتی تفہیم کے عمل کو ممکن بنایا جا سکتا ہے۔[64] اسی طرح سے بلوف اور گیٹلن (Bullough and Gitlin) نے بھی کسی بھی معاشرے کے ثقافتی عمل

[61] Way, E. Cornell. Knowledge representation and metaphor. Vol. 7. Springer Science & Business Media, 1991; p29

[62] Zheng Hong-bo, Song Wen-juan, Metaphor analysis in the educational discourse: A Critical review, US-China Foreign Language, USA, Vol, 8. No. 9, 2010: p 42

[63] **Lakoff, G. & Johnson, M.** *Metaphor we live by*. **Chicago: University of Chicago Press, 1980: p200-220**

[64] Moser, Karin S. "Metaphor analysis in psychology—Method, theory, and fields of application." In Forum Qualitative Sozialforschung/Forum: Qualitative Social Research, vol. 1, no. 2. 2000: p45

OPEN ACCESS Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

اور زبان کی پیچیدگیوں کو سمجھنے کے لئے تشبیہات و امثلہ کے استعمال کو ضروری قرار دیا ہے۔[65] گبز اور کیمرون (Gibbs & Cameron) کے مطابق امثلہ محض تجریدی تصورات کو معلوم حقائق کے ذریعے سمجھنے کا نام نہیں بلکہ یہ جذبات پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں جو کہ تدریسی عمل کی فعالیت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔[66] اس طرح امثلہ کے استعمال کے اثرات کو نظریاتی (یعنی کسی چیز کی وضاحت کرنے میں مدد کرنا) سے آگے سمجھا جانا چاہئے۔

ماہرین تعلیم کی جدید تحقیقات کا موازنہ و مقابلہ رسول اللہ ﷺ کی حکمت تدریس سے کیا جاتا ہے تو یہ حیران کن امر سامنے آتا ہے کہ جن تعلیمی و تدریسی پہلوؤں کی معنویت و افادیت پر آج بحث ہو رہی ہے وہ نبی کریم ﷺ کے عمل تدریس کا لازمی جزو نظر آتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی ہمہ جہت شخصیت کے بطور معلم کردار کا جائزہ لیا جائے تو آپ ﷺ کا حلقہ درس سب سے زیادہ فعال اور متحرک (Interactive)، جامع، اور تعمیری نظر آتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی معلمانہ حیثیت اور آپ ﷺ کی حکمت تدریس کے بارے میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ معلم انسانیت ﷺ کے اسلوب تدریس کا ہر گوشہ انسانیت کے لئے مشعل راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ ویسے تو احادیث کی کتب میں متفرق طور پر حضور ﷺ کی حکمت تدریس کے مختلف پہلو ہمارے سامنے آتے ہیں لیکن جناب نعیم صدیقی نے اپنی کتاب "تعلیم کا تہذیبی نظریہ" میں نبی کریم ﷺ کی معلمانہ زندگی اور اوصاف کو جمع بھی کیا ہے اور ان کا جاندار تجزیہ بھی کیا ہے۔[67] اسی کتاب سے متاثر ہو کر جناب ڈاکٹر مشتاق الرحمٰن صدیقی صاحب نے اپنی کتاب "تعلیم و تدریس: مباحث و مسائل" میں حضور ﷺ کی حکمت تدریس کے مختلف گوشوں پر علمی انداز سے قلم آزمائی کی ہے۔ ان کتب میں حضور ﷺ کی حکمت تدریس کے اہم گوشے، تعلیم و تعلم میں تشبیہات و امثلہ کا استعمال بھی نمایاں کیا گیا ہے۔ ڈاکٹر فضل الٰہی نے اپنی "حضور ﷺ بحیثیت معلم" کے نام سے تحریر کتاب میں طریقہ تدریس کی مختلف جہات کو مستند احادیث سے واضح کیا ہے۔[68] حضور اکرم ﷺ کی بطور معلم حیاتِ طیبہ کے مطالعہ سے یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی حکمت تدریس میں ان تمام پہلوؤں

65 Bullough, R.V. & Gitlin, A. *Becoming a student of teaching: Methodologies for exploring self and school context.* New York:
Garland Publishers‹, 1995: p5

66 Gibbs Jr, Raymond W., and Lynne Cameron. "The social-cognitive dynamics of metaphor performance." *Cognitive Systems Research* 9, no. 1-2 (2008): p64-75

67 نعیم صدیقی، رسول اکرم ﷺ بحیثیت معلم انسانیت، مشمولہ تعلیم کا تہذیبی نظریہ، الفیصل ناشران، لاہور، 2009ء: ص120

68 فضل الٰہی، ڈاکٹر، حضور ﷺ بحیثیت معلم، قدوسیہ اسلامک پریس، لاہور، 2013ء۔

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

کو مناسب جگہ دی جن سے تعلیمی عمل کو زیادہ سے زیادہ نافع بنایا جا سکتا ہے۔ آپ ﷺ کی تربیت خود اللہ عزوجل کی براہ راست نگرانی میں ہوئی تھی۔ اس لیے آپ ﷺ نے الہامی بصیرت سے تدریس کی اس حکمت عملی کو اختیار فرمایا جو اللہ تعالیٰ نے خود اپنے کلام میں ملحوظ خاطر رکھی۔

قرآن کے اسلوب کا جائزہ تحقیقی نظر سے لیا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس کائنات کے خالق نے انسان ذات کی راہ نمائی کے لیے حقائق کا اظہار بیان کی شگفتگی، بلیغ امثلہ، تشبیہات اور اقوام گزشتہ اور مظاہر فطرت کی امثلہ سے کیا۔ قرآن مجید میں جہاں بشارت و وعید کے انداز ہیں وہیں روز مرہ زندگی سے تعلق رکھنے والی مثالوں سے بھی لوگوں کی توجہ ابدی سچائیوں کی طرف مبذول کرائی گئی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے بھی انہی اصولوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے تعلیمی و تحریکی فرائض سر انجام دیے۔ جناب نعیم صدیقی نے حضور ﷺ کے طرز تدریس پر اپنے مقالہ، "حضور ﷺ بحیثیت معلم" میں بڑے احسن طریقے سے روشنی ڈالی ہے۔ وہ رقم طراز ہیں:

"قرآن میں حضور ﷺ کے لئے معلمانہ ذمہ داری کو بلاغ مبین تک محدود کر دیا گیا ہے۔ یعنی وضاحت سے بات پہنچا دینا اور تفہیم کا حق ادا کر دینا ہر سچے معلم کی ذمہ داری ہے۔ حضور ﷺ نے اپنے مخاطب گروہ کی توجہات کو اپنی بات کی طرف مرتکز کرنے کے لئے مختلف موثر صورتیں اختیار فرمائیں؛ مثلاً کبھی چونکا دینے والی کسی بات سے آغاز کلام کیا گیا، کبھی سوال سے گفتگو شروع فرمائی، کبھی کوئی حیرت زدہ منظر ذہنوں کے سامنے آراستہ فرما دیتے"۔[69]

حکمت اور عمدہ نصیحت کا اسلوب، حضور ﷺ کے انداز بیاں و حکمت تدریس کا بنیادی نکتہ تھی۔ نبی پاک ﷺ کی تدریسی زندگی کا ایک نمایاں وصف تشبیہات و امثلہ کی مدد سے نفس مضمون کو پرکشش بنا کر پیش کرنا ہے۔ زیر نظر مقالہ میں نبی مکرم ﷺ کی تدریسی انفرادیت کے اسی خاص گوشے کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ مقالہ ہذا میں حضور ﷺ کے تدریسی اسلوب میں تشبیہات و امثلہ کا استعمال اور جدید تدریسی عمل میں اس کی معنویت کا جائزہ لیا جائے گا۔

## 2۔ تشبیہاتی و تمثیلی اسلوب تدریس:

تشبیہ عربی زبان کا لفظ ہے۔ بنیادی طور پر اس کے معنیٰ ہیں مثال دینا۔ لغت کے اعتبار سے تشبیہ کے معنی مشابہت، تمثیل اور کسی چیز کو دوسری چیز کی مانند قرار دینا ہیں۔ علم بیان کی اصطلاح میں ایک چیز کو کسی خاص صفت یا مشترک خصوصیت

69 نعیم صدیقی، رسول اکرم ﷺ بحیثیت معلم انسانیت، مشمولہ تعلیم کا تہذیبی نظریہ، الفیصل ناشران، لاہور، 2009ء، ص:125

OPEN ACCESS Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

کے اعتبار سے دوسری چیز کے مانند قرار دینا تشبیہ کہلاتا ہے۔ چنانچہ کسی شخص یا چیز کو اس کی مخصوص خوبی یا صفت کی بنا پر کسی ایسی چیز یا شخص کی مانند قرار دینا جس کی وہی خوبی یا صفت سب کے ہاں معروف ہو اور معیار مانی جاتی ہو تشبیہ کہلاتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی خوبصورت بچے کو چاند کہنا اس بنا پر تشبیہ کہلائے گی کہ چاند کا حسن مسلم ہے۔ اگرچہ بچے کو ویسے بھی حسین کہا جاسکتا تھا لیکن اسے تشبیہ دینے سے نا صرف کلام میں فصاحت و بلاغت پیدا ہوئی بلکہ اس سے بچے کی خوبصورتی کی شدت بھی سامع تک بدرجہ اتم منتقل ہوئی۔ تشبیہ کے استعمال کا بنیادی مقصد کسی خاص وصف مثلاً خوب صورتی، بہادری، سخاوت، کنجوسی، بزدلی یا بدصورتی وغیرہ کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اس وصف کی شدت بھی بیان کی جاتی ہے۔[70]

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر وضاحت کے لئے تشبیہ و مثال کا استعمال کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَثَلُهُمْ كَمَثَلِ الَّذِي اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا أَضَاءتْ مَا حَوْلَهُ ذَهَبَ اللّهُ بِنُورِهِمْ وَتَرَكَهُمْ فِي ظُلُمَاتٍ لَّا يُبْصِرُونَ﴾[71]

ترجمہ: "اِن کی مثال ایسی ہے جیسے ایک شخص نے آگ روشن کی اور جب اُس نے سارے ماحول کو روشن کر دیا تو اللہ نے اِن کا نور بصارت سلب کر لیا اور انہیں اس حال میں چھوڑ دیا کہ تاریکیوں میں انہیں کچھ نظر نہیں آتا۔"

اسی طرح سورۃ نور میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ-مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِیْهَا مِصْبَاحٌ-اَلْمِصْبَاحُ فِیْ زُجَاجَةٍ-اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّیٌّ﴾...[72]

ترجمہ: "اللہ نور ہے آسمانوں اور زمین کا اس کے نور کی مثال ایسی جیسے ایک طاق کہ اس میں چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے وہ فانوس گویا ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا۔"

درج بالا آیت مبارکہ میں فانوس کی چمک دمک کو چمکدار موتی سے تشبیہ دی گئی ہے۔ اور بعض روایات کے مطابق یہ سید المرسلین کے لئے بطور استعارہ استعمال ہوا ہے۔[73]

70 گوپی چند نارنگ، منشورات، انجمن ترقی اردو، دہلی، 1968ء: ص، 115-114

71 البقرۃ 2:17

72 النور 35:24

73 خازن، تفسیر لباب التاویل، محمد علي شاهين،، دار الكتب العلمية–بيروت، 3/353

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

امام ابن القیمؒ تشبیہ و مثال کا مفہوم ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ایک چیز کو دوسری چیز سے حکم میں تشبیہ دینا، یعنی کسی معنوی بات کو مادی چیز کے ساتھ یا ایک حسی چیز کو دوسری مادی چیز کے قریب کرنا اور ایک کا حکم دوسرے پر لگانا۔ گویا کہ امام ابن قیم کے نزدیک مثالوں کی وساطت سے محسوس چیز کی تشبیہ کی وجہ سے معقول بات عقل و وہم کے قریب ہو جاتی ہے۔[74]

استاد کی شخصیت اس کے تدریسی عمل کی معنویت میں بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ استاد کے دیگر شخصی اوصاف کے ساتھ ساتھ حسنِ بیان کی خوبی اس کی شخصیت کو چار چاند لگا دیتی ہے۔ ایک اچھا استاد احترام، شفقت، محبت اور حکیمانہ انداز کا مرقع ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کی زبان کی شگفتگی، جملوں کی متناسب ساخت، انداز بیان کا بانک پن، لہجے کا اتار چڑھاؤ اور گفتگو کا شعری آہنگ بھی ایسے عوامل ہیں جو تدریسی عمل کو مؤثر بنانے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہیں۔ گویا کہ استاد کا کام محض انتقال معلومات، طلبہ کی تربیت و اصلاح اور اپنے مثالی کردار کا تاثر قائم کرنا ہی نہیں بلکہ تدریسی مواد کو دلچسپ طریقے سے طلباء تک منتقل کرنا بھی ہے۔ ایک اچھا اور منجھا ہوا استاد شگفتہ بیانی، شیریں مقالی اور دلچسپ اندازِ بیان سے ٹھوس حقائق کو رنگین و حسین پیرائے میں طلباء تک منتقل کرنے کا ہنر جانتا ہے۔ لہٰذا ایک بہترین استاد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے دروس و محاضرات کو مناسب تشبیہات و امثلہ سے آراستہ کرے تاکہ مقاصد تدریس کی آبیاری ہو سکے۔

## 3۔ حضور ﷺ کی حکمت تدریس اور تشبیہاتی و تمثیلی اسلوب:

اسلام میں تدریسی عمل ایک بے حس، جامد اور میکانکی عمل کا نام نہیں جو ریڈیو، ٹی وی، یا سوشل میڈیا کے ذریعے مطلوبہ معلومات کا انتقال کرتا رہے۔ اسلامی نظامِ تعلیم میں استاد کو نہایت ہی اہم اور ارفع مقام حاصل ہے۔ صحیح طور پر تجزیہ کیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے معلم ایک مقدس روحانی احساس کی مانند تعلیمی عمل کی باقی تمام چیزوں پر حاوی ہے۔ گویا آسان لفظوں میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ اسلام میں معلم مقاصدِ تعلیم اور نصابِ تعلیم کے پہلو بہ پہلو محض ایک تیسری اکائی کا درجہ نہیں رکھتا بلکہ وہ خود ایسے انداز فکر و عمل کا حامل ہوتا ہے جس میں مطلوبہ مقاصد کا رنگ جھلکتا اور زیر بحث نصاب کی خوشبو رچی بسی ہوتی ہے۔

74 امام ابن القیم، اعلام الموقعین، دار الکتب العلمیۃ–بیروت، 1991ء، 1/150

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
*This Work* is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

تاریخ انسانی کا بہ نظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو ایسی مثال ملنا مشکل ہے کہ تنہا کسی کتاب نے افراد اور قوموں کی زندگی میں انقلاب برپا کر دیا ہو۔ یہ اعجاز کسی بھی کتاب کے پاس نہیں کہ وہ تنہا اپنی تحریر سے افراد و ملل کی ذہنی و جسمانی استعدادات میں قابل ذکر اضافہ کر سکے۔ تاریخ انسانی میں جو بھی انقلابات ہمیں نظر آتے ہیں وہ رہنماؤں کی مثالی زندگی سے عبارت ہیں۔ وہ تمام عبقری انسان جنھوں نے قوموں کی زندگی بدل دی در حقیقت بعض اصولوں کی عملی تعبیر بن کر انسانیت کے سامنے آئے۔ اگر یہ اصول محض کتابوں میں لکھے ہوتے اور ان کی عملی تعبیر افراد کی زندگی میں نظر نہ آتی تو جو انقلاباتِ زندگی اس دنیا میں نظر آتے ہیں شاید وقوع پذیر نہ ہوتے۔ انسانی فطرت سے واقف کار اس بات سے بخوبی واقف ہیں کہ رہنماؤں کی عملی تعلیم سے جو انسانی زندگی میں تغیر واقع ہوا ہے وہ محض کتابوں سے نہیں ہو سکتا تھا۔ کتابی تعلیم کی افادیت کے لئے استاد کی اہمیت کو مولانا مودودیؒ نے بڑی خوبصورتی سے واضح کیا ہے:

"انسان کی فطرت کچھ اس طور پر واقع ہوئی ہے کہ وہ مجرد کتابی تعلیم سے کوئی غیر معمولی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ اس کو علم کے ساتھ ایک انسانی معلم اور رہنما کی بھی حاجت ہوتی ہے جو اپنی تعلیم سے اس علم کو دلوں میں بٹھا دے اور اس کا مجسمہ بن کر اپنے عمل سے لوگوں میں روح پھونک دے جو اس تعلیم کا حقیقی منشاء ہے۔ آپ کو پوری انسانی تاریخ میں ایک مثال بھی ایسی نہ مل سکے گی کہ تنہا کسی کتاب نے انسانی معلم کی ہدایت اور تعلیم کے بغیر کسی قوم کی ذہنیت اور زندگی میں انقلاب پیدا کیا ہو۔"[75]

حضرت عائشہؓ سے حضور ﷺ کے اخلاق مبارکہ کے بارے میں پوچھا گیا تو آپؓ نے فرمایا کہ: "كان خُلُقه القرآن". (ترجمہ: حضور ﷺ کا اخلاق ہے ہی قرآن ہے۔)[76] حضور ﷺ محض قرآن حکیم کی تعلیم نہیں دے رہے تھے بلکہ خود قرآن حکیم کی تعلیمات کا مکمل عملی نمونہ تھے۔ یہی وہ اساسی اصول ہے جو استاد کو انتہائی موثر و منفرد بناتا ہے۔ ایک آزاد اسلامی ملک کے باشندے اور مسلم معاشرے کے فرد کی حیثیت سے مسلم امہ کا فرض ہے کہ وہ اپنے نظامِ تعلیم کو ایک ایسی نسل کی تعمیر کا ذریعہ بنائیں جو اسلامی فکر و عمل کے سانچے میں ڈھلی ہو۔ الحاد، مادہ پرستی، منافقت، خیانت اور ظلم کی روک تھام کے لئے حکمت عملی سے سرشار ہو۔ گویا ایک اسلامی ریاست کی درسگاہوں کو ایسے انسانیت ساز اداروں کا روپ اختیار

---

75 مودودی، سید ابو الاعلیٰ، اسلامی تہذیب اور اس کے اصول ومبادی، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، 1992ء: ص229

76 احمد بن حنبل، امام، مسند الامام أحمد بن حنبل، مؤسسة الرسالة، 2009ء، حدیث نمبر: 11171

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
*This Work* is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

کر لینا جو ہر شعبۂ زندگی میں اسلامی طرز فکر و عمل کو جاری و ساری کر سکیں۔ استاد اس عظیم تحریک کا مرکز و محور ہے اور اسے موجودہ عہد میں اپنا بھرپور کردار ادا کرنے کے لئے معلم اعظم ﷺ کے اسوہ تعلیمی کو مشعل راہ بنانا پڑے گا۔[77]

یہ حقیقت ہے کہ عمل تعلیم کی عمارت تین ستونوں پر استوار ہوتی ہے۔ یعنی مقاصد کا تعین، نصاب تعلیم اور حکمت تدریس۔ ان میں سے پہلے دو اجزاء یعنی مقاصد اور نصاب کی اہمیت اپنی جگہ مسلم ہے، لیکن ان دونوں کی کامیابی کا زیادہ انحصار معلم کی حکمت تدریس پر ہے۔ لہذا عملِ تعلیم کے ممکنہ فوائد ایک کہنہ مشق استاذ کی حکمت تدریس سے ہی حاصل ہو سکتے ہیں۔ خالق کائنات نے خود نبی مکرم ﷺ کو دعوت و تبلیغ کے اسالیب اختیار کرنے کے لئے رہنما اصول دیے ہیں۔ قرآن حکیم نے متعدد مقامات پر آپ ﷺ کی دعوت و تبلیغ کے ضمن میں دائمی ہدایات عطا فرمائیں۔ مثال کے طور پر سورۃ النحل میں ارشاد گرامی ہے:

﴿اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَ الْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَ جَادِلْهُمْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ-اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ وَ هُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ﴾

"اپنے رب کے راستے کی طرف حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ بلاؤ اور ان سے اس طریقے سے بحث کرو جو سب سے اچھا ہو، بیشک تمہارا رب اسے خوب جانتا ہے جو اس کی راہ سے گمراہ ہوا اور وہ ہدایت پانے والوں کو بھی خوب جانتا ہے"[78]

یہ آیت مبارکہ اور اس مفہوم میں دیگر آیات جن کا ذکر طوالت کی وجہ سے نہیں کیا جا رہا حضور ﷺ کی حکمت تدریس کے تعین میں رہنما اصول کی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان آیات کا لب لباب یہ ہے کہ معلم و مربی کو معقول دلائل اور مہذب و شائستہ اسلوب میں اپنا پیغام مخاطب تک پہنچانا چاہئے۔ داعی و مدرس میں افہام و تفہم کا حوصلہ ہو تاکہ جس شخص کے ساتھ گفتگو ہو رہی ہو اس کے خیالات کی تفہیم بھی ممکن ہو اور اس کے تصورات کی اصلاح بھی ہو سکے۔ ایک اچھے معلم و مربی کا فریضہ ہے کہ وہ مخاطب کے دل کا دروازہ کھول کر حق بات اس میں اتار دے اور اسے راہ راست پر لانے کی مقدور بھر کوشش کرے۔ معلم کا کام اپنے سامع کو دلائل کی قوت سے پچھاڑ دینا نہیں بلکہ اس کی اصلاح مقصود ہوتی ہے۔ معلم و مربی کا کام اپنے سامعین و حاضرین کی چارہ گری ہے کہ انہیں غلط اور باطل عقائد و تصورات سے شفا حاصل ہو جائے۔ انتقال

---

77 صدیقی، مشتاق الرحمٰن، ڈاکٹر، تعلیم و تدریس: مباحث و مسائل، پاکستان ایجوکیشن فاؤنڈیشن، اسلام آباد، 1998ء۔

78 النحل 125:16

OPEN ACCESS cc BY NC Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

معلومات اور دعوت و تبلیغ میں یہ عام ہدایات ہیں جن کی پیروی ہر معلم و مدرس اور ہر داعی و مبلغ کو کرنی چاہیئے۔ اسی تناظر میں حضور اکرم ﷺ کی تدریسی حکمت عملی میں حکمت اور عمدہ نصیحت کا اسلوب کلیدی حیثیت رکھتا ہے۔

معلم انسانیت ﷺ موثر ابلاغ کے لئے فطرت انسانی کے تقاضوں کو پیش نظر رکھتے تھے۔ موثر ابلاغ کے اہم تقاضوں میں طلباء کی ذہنی سطح اور درست وقت تدریس کا خیال رکھنا بھی شامل ہے۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ صبح کے وقت میں انسانی ذہن مکمل طور پر تروتازہ اور انتقال معلومات کے لئے تیار ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ تعلیم دیتے ہوئے سامعین کی طبعی اور ذہنی استعداد کا خصوصی خیال رکھتے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ وقت تدریس، حالات اور ماحول کا خاص خیال رکھتے تھے۔ ان تمام امور کو مد نظر رکھتے ہوئے آپ ﷺ نے اپنے انداز تدریس اور اسلوب خطابت کو مرتب فرمایا۔ آپ ﷺ بالعموم صبح کی نماز کے بعد خطبہ ارشاد فرماتے تھے کیونکہ صبح کی نماز کے بعد انسانی اذہان بالعموم قبول مضمون کے لئے زیادہ مستعد ہوتے ہیں۔ انسانی استعداد کے مد نظر رکھتے ہوئے آپ کثرت خطاب سے احتراز فرماتے اور انتہائی اعتدال سے سامعین کی کیفیات کو مد نظر رکھتے ہوئے وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔

آپ ﷺ لوگوں کی تعلیمی و تربیتی ضروریات، لوگوں کی نفسیات، مخصوص ماحول اور علاقائی پس منظر کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے طریق تدریس میں تبدیلی فرماتے رہتے تھے۔ آپ ﷺ اپنی تعلیمی و تربیتی محافل میں تدریج کا خیال رکھتے تھے کہ کس بات کے ابلاغ کی پہلے ضرورت ہے اور کس بات کی بعد میں۔ اسی طرح آپ ﷺ الفاظ و تراکیب اور امثال کے استعمال میں بھی سامعین کے ذہنی و علاقائی پس منظر کو پیش نظر رکھتے۔ ان تمام مساعی کا مطمع نظر ایک ہی مقصد کا حصول تھا اور وہ یقیناً دعوت کی مؤثریت اور اور مطلوبہ تعلیمی نصب العین کا حصول تھا۔ حضور نبی اکرم ﷺ تعلیم و تربیت کے کام میں مناسب اور موزوں امثلہ و تشبیہات کا استعمال کر کے حکمتِ عملی کو موئثر بناتے تھے۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"جو عالم لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے مگر اپنے آپ کو بھول جاتا ہے، اس کی مثال اس چراغ کی سی ہے جو لوگوں کو تو روشنی دیتا ہے لیکن خود کو جلاتا ہے"۔[79]

---

79 طبرانی، المعجم الکبیر، مکتبہ ابن تیمیہ – قاہرہ، مصر، بدون تاریخ۔2:165، حدیث نمبر:1681

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

مندرجہ بالا حدیث شریف میں نبی اکرم ﷺ نے بے عمل اساتذہ کو محسوس و مشاہد مثال سے تنبیہ کی ہے کہ انہیں دوسروں کو تعلیم دینے کے ساتھ ساتھ خود بھی حسنات کو اپنانا چاہیے۔

سائل کو مطمئن کرنے کے لئے حضور ﷺ جواب میں تشبیہ و قیاس سے کام لیتے تھے۔ امام ابن حبان اور امام حاکمؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت نقل کی ہے جس میں ایک سائل نے حضور ﷺ سے استفسار کیا کہ جب جنت کا عرض آسمانوں اور زمین کے برابر ہے، تو فرمایئے کہ (جہنم) آگ کہاں ہے؟ آپ ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا:

"تم بتلاؤ کہ رات ہر چیز پر چھا جاتی ہے، تو دن کو کہاں رکھا گیا؟ اس نے عرض کیا: "اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے" تو آپ ﷺ نے فرمایا: "اسی طرح اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔"[80]

اس حدیث مبارکہ میں حضور ﷺ نے سائل کی توجہ ایک ایسی بات کی طرف مبذول کروائی جس کو وہ اچھی طرح جانتا تھا اور صورت مسئولہ کو اسی سے تشبیہ دی۔ امام ابن حبان نے اس حدیث پر عنوان بھی یہی تحریر کیا ہے کہ عالم کا سائل کو تشبیہ و قیاس کے طریقے سے جواب دینے کے جواز پر دلالت کناں حدیث۔[81]

صحیح بخاری میں ایک روایت ہے جس میں ایک اعرابی نے اپنے لڑکے کی کالی رنگت کی بنا پر اس کا انکار کیا تو حضور ﷺ نے اسے اونٹوں کی مثال دی کہ بسا اوقات سرخ اونٹ خاکی رنگ کے بچوں کو جنم دیتے ہیں اسی طرح بسا اوقات سفید رنگ کے والدین کے ہاں سیاہ رنگ والا بچہ پیدا ہوتا ہے۔[82] امام بخاری نے عنوان بھی یہی قائم کیا ہے کہ ایک امر معلوم کو دوسرے امر واضح سے تشبیہ دینا تاکہ سائل سمجھ جائے اور نبی ﷺ دونوں کا حکم بیان فرما چکے ہوں۔ اسی طرح صحیح بخاری کی ہی دیگر روایات میں حضور ﷺ نے نذر حج[83] اور میت پر واجب روزوں[84] کی قرض سے تشبیہ دی کہ جس طرح ان دونوں صورتوں میں قرض کی ادائیگی ضروری ہے اسی طرح نذر حج اور میت پر واجب روزوں کی قضا کی ادائیگی بھی ضروری ہے۔

---

80 امام حاکم نیساپوری، المستدرک علی الصحیحین، کتاب الایمان، جواب سال عن النار، 1/36

81 الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1988ء، 1/306

82 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، حدیث نمبر 7314، 13/296۔

83 بخاری، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب من شبہ اصلاً معلوماً باصل مبین۔۔۔، حدیث نمبر 7310، 13/296

84 مسلم بن الحجاج القشیری، المسند الصحیح (صحیح مسلم)، کتاب الصیام، باب قضاء الصیام عن المیت، حدیث نمبر 1148، 2/804

OPEN ACCESS Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

اسی طرح تشبیہات کو طریقہ تدریس میں بنیادی حیثیت حاصل ہے جس میں معلم کوئی نشان (Symbol) طلباء کے سامنے پیش کرتا ہے کہ نفسِ مضمون اس نشانی کے ذریعے ان کے ذہن نشین ہو جائے۔ اس ضمن میں ایک مشہور حدیث حضرت عبد اللہ ابن مسعودؓ سے مروی ہے:

"حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ اللہ کا راستہ ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے دائیں اور بائیں جانب لکیریں کھینچیں پھر فرمایا: یہ راہیں ہیں ان میں سے ہر راہ پر شیطان بلا رہا ہے۔۔۔"[85]

اس روایت میں حضور ﷺ کا مقصود امت کو اس بات کی تعلیم دینا تھا کہ صراط مستقیم ایک ہی ہے اور وہی راہ حق ہے۔ اسے چھوڑ کر ضلالت کی راہیں بے شمار ہیں۔ اس نکتہ کو اصحاب کرام کے ذہن نشین کرانے کے لئے رسول اکرم ﷺ نے لکیروں کے ذریعے سے تشبیہ کا اسلوب اختیار کیا۔ اسی بات کو امام طیبی نے اپنی شرح الطیبی میں بہت احسن انداز سے واضح کیا ہے:

" آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سمجھانے اور ذہن نشیں کروانے کے لئے لکیریں کھینچیں کیونکہ مخفی معانی کو بیان کرنے اور پوشیدہ رموز کی توضیح کی غرض سے تصویر و تمثیل استعمال کی جاتی ہے تاکہ وہ مرئی اور محسوس چیزوں کی طرح آشکار ہو جائیں اور بات سمجھنے میں انسانی عقل کی مدد کریں۔"[86]

اس سلسلے میں ایک اور حدیث مبارکہ جو حضرت ابو سعید الخدریؓ سے مروی ہے ملاحظہ ہو:

"حضو اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین میں ایک چھڑی اپنے سامنے گاڑی، دوسری اس کے قریب اور تیسری زیادہ دور، پھر فرمایا: تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ صحابہ نے فرمایا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ

---

85 احمد بن حنبل، المسند، ط: المکتب الاسلامی، حدیث نمبر، 4142، 6/90

86 شرح الطیبی علی مشکاۃ المصابیح، مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ، سعودیہ، 1997ء، 2/635

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے اور یہ تمناؤں کو پانے کی کوشش ہے لیکن تمناؤں کی تکمیل سے پہلے ہی موت اس کو اپہنچ جاتی ہے"۔[87]

اس حدیث مبارکہ میں چھڑیوں کی تمثیل و مثال کے ذریعے آپ نے اپنی امت کو امیدوں کی تکمیل میں اپنی عمر ضائع کرنے سے متنبہ کیا۔ آپ ﷺ چھڑیوں کا باہمی فاصلہ انسان اور اس کی موت اور طول امل کے لئے جدوجہد میں وقت کے دورانئے کو ظاہر کرنے کے لئے اختیار فرمایا۔ اس حدیث مبارکہ سے حضور ﷺ نے واضح کیا کہ انسان دور ازکار آرزوؤں کی تکمیل میں کوشاں رہتا ہے اور قریب کھڑی موت کے پنجے اچانک اسے جکڑ لیتے ہیں۔ اس حدیث شریف میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تنبیہ کر دی کہ امیدوں کی تکمیل سے قبل ہمہ وقت موت کی تیاری کر لو، اور اس کے لئے تین چھڑیوں کا استعمال کیا، پہلی اور دوسری چھڑی قریب قریب گاڑھی، جس سے مراد انسان اور اس کی موت ہے اور تیسری چھڑی دور رکھی جس سے مراد انسان کی آرزوئیں ہیں۔ اس سے یہ واضح کیا کہ انسان آرزوؤں کی تکمیل میں منہمک رہتا ہے اور اچانک وہ موت کے منہ میں چلا جاتا ہے۔[88]

اسی طرح سے ایک موقع پر آپ نے مسلمان کی مثال کھجور کے درخت سے دی۔ اس سلسلے میں عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث مشہور ہے:

"ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آپ نے فرمایا مجھے بتلاؤ وہ کون سا درخت ہے جو مسلمان کے مشابہ ہے۔ جس کے پتے نہیں جھڑتے نہ جاڑوں میں نہ گرمیوں میں جو اپنا پھل ہر موسم میں لاتا رہتا ہے۔ سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میرے دل میں آیا کہ کہہ دوں کہ وہ درخت کھجور کا ہے لیکن میں نے دیکھا کہ مجلس میں حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما ہیں اور وہ خاموش ہیں تو میں بھی چپ کا ہو رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ درخت کھجور کا ہے"۔[89]

---

87 احمد بن حنبل، المسند، کتاب الرقاق، باب طول الآمل والحرص، ط: المکتب الاسلامی، حدیث نمبر: 4092، 14/280

88 احمد بن حنبل، المسند، 3/18

89 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب العلم، 1/147، حدیث نمبر: 61

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

اس حدیث مبارکہ میں معلم انسانیت نے مومن کی مثال کھجور کے درخت کے ساتھ اس کے تنے کی مضبوطی کے اعتبار سے دی کہ مومن بھی اپنی ایمان ویقین میں اسی طرح مضبوط ہوتا ہے۔[90] اسی طرح ایک موقع پر آپ ﷺ نے کفر کی مثال ایک کمزور درخت کے ساتھ دے کر اس کی بے ثباتی اور عدم استحکام کی توضیح کی۔

حضور ﷺ کی حکمت تدریس میں امثلہ و تمثیلات کی متنوع مثالیں ملتی ہیں جن کی مدد سے آپ ﷺ کی ذات گرامی نے دقیق علمی و عملی مسائل اپنے سامعین کو تشبیہی اور تمثیلی انداز میں ذہن نشین کرا دیئے۔ اپنے رب کے احکامات کو لوگوں تک ابلاغ اور کے لئے ہاتھوں اور انگلیوں کے اشارات سے مدد لیتے۔ مثال کے طور پر اگر دو چیزوں کا اجتماع ظاہر کرنا مقصود ہوتا تو شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی کو ملا کر دکھاتے۔ کبھی دونوں ہاتھوں کی تمام انگلیوں کو باہم ملا کر اور کبھی آر پار کر کے مضبوطی یا جمیعت کا مفہوم نمایاں کرتے۔[91] اگر کسی بات پر تعجب کا اظہار کرنا مقصود ہوتا تو ہتھیلی کو الٹ دیتے۔ کبھی سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی الٹے ہاتھ کے انگوٹھے کے اندرونی حصے پر مارتے اور کبھی سر کی جنبش سے اثبات کا پیغام دیتے۔ بعض اوقات تجریدی تصورات کی تفہیم کے لئے خاکہ بناتے۔ مثال کے طور پر ایک مقام پر آپ نے جنت و دوزخ کے بارے میں زمین پر لکیریں کھینچ پر وضاحت فرمائی۔ حضور اکرم ﷺ کی حکمت تدریس کے تشبیہاتی و امثلی پہلو پر احادیث کا معتدبہ ذخیرہ موجود ہے لیکن طوالت کے خوف سے درج بالا چند ایک احادیث پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

## 4۔ تشبیہات وامثلہ کا جدید تدریسی عمل میں اطلاقی مطالعہ:

دور جدید کے تدریسی اسالیب کی بنیاد نفسیاتی اصولوں پر قائم ہے۔ تعلیم و نفسیات کے ماہرین نے جدید تعلیمی تحقیقات میں ان نظریات کو بیان کیا ہے جن کی مدد سے طلباء کی ایسی تعلیم و تربیت کی جاسکے کہ ان کے اندر خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کیا جاسکے اور پروان چڑھایا جائے۔ اس مقصد کے لئے متعین تدریسی تعلیم عام ہے اور ان ہی افراد کے بطور استاد منتخب کیا جاتا ہے جو تعلیم و تعلم کے جدید رجحانات اور نئے تدریسی طریقوں کا علم اور مہارت رکھتے ہوں۔ آج سے چند دہائیاں قبل کمرہ جماعت میں تدریس کا محور استاد کی ذات ہوا کرتی تھی۔ آج ڈیجیٹل ٹیکنالوجی کے دور میں مختلف آلہ جات (انٹرنیٹ، موبائل، کمپیوٹر وغیرہ) اور جدید سائنسی رجحانات نے عمل تدریس کی ہیئت کو بدل کے رکھ دیا ہے۔ پہلے مئوثر عمل تدریس

---

90 العینی، علامہ بدرالدین ابی محمد محمود بن احمد، عمدۃ القاری، دارُ احیاء التراث، بیروت، 2005ء، 10/2

91 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الرقاق، باب قول النبی ﷺ: بعثت انا والساعۃ کھاتین، حدیث نمبر 6503، 11/347

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
*This Work* is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

کے لئے معلم کی ذات کو مرکزی حیثیت حاصل تھی تو آج کی تعلیم و تدریس طفل مرکوز ہے۔استاذ مرکوز طریقہ صدیوں تک مروج رہااور آج بھی اسلامی مدارس اور کئی اعلیٰ تعلیمی اداروں میں روبہ عمل ہے۔ لیکن بدلتے ہوئے زمانے اور بچوں کی نفسیات پر جدید تحقیقات کی روشنی میں طفل مرکوز طریقہ بطور خاص اسکول کی سطح پر زیادہ مقبولیت حاصل کر چکا ہے۔ طفل مرکوز تدریس کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ استاد کی اہمیت کم ہو گئی ہے بلکہ اس کا صحیح مطلب یہ ہے کہ استاد کی ذمہ داریوں کی نوعیت بدل گئی ہے۔

استاذ مرکوز طریقے میں استاد محاضرات کے ذریعے طلباء تک انتقال معلومات کا فریضہ سر انجام دیتا ہے۔ اس طریقے میں استاذ زبانی تقریر کے ذریعے موضوع زیر بحث پر جامع گفتگو کرتے ہیں۔ سبق کی تفہیم کے لئے یہ طریقہ آزمودہ ہے لیکن اس کے لئے استاذ کا نفس مضمون پر عبور، مناسب زبان اور محاضرہ کا روزمرہ کی مثالوں سے مزین ہونا ضروری ہے۔ سبق کی تفہیم کے لئے بچوں کی نفسیات سے ہم آہنگ سبق آموز کہانیاں اور حکایات سنا کر بھی ان کو نفس مضمون سے متعلق معلومات فراہم کی جاسکتی ہیں۔ اس عمل میں تشبیہات و امثلہ کا استعمال بچوں کو تصورات سمجھنے میں خاص مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اس طریقہ سے طلباء کو کسی خاص تصور پر اپنی توجہ مرکوز کرنے، تخلیقیت میں اضافہ اور اس کے ساتھ ساتھ ذخیرہ الفاظ میں بھی معتدبہ اضافہ ہوتا ہے۔ یہی مقصد بچوں کو کوئی حسی چیز مثال کے طور پر گلوب، نقشہ یا کوئی تصویر، یا ویڈیو دکھا کر بھی حاصل کیا جاسکتا ہے۔ مندرجہ بالا تمام طرق ہائے تدریس کا بنیادی مقصد طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کی ترویج ہے۔ یہ مقصد ان کے ذہن میں موجود و معلوم تصورات کو کسی دوسرے تصور کے ذریعے سمجھنے سے بھی حاصل ہو سکتا ہے۔ عمل تدریس میں اسی اسلوب کو مناسب تشبیہات و امثلہ کے استعمال سے موثر بنایا جاسکتا ہے۔[92]

تعلیمی عمل میں امثلہ و تشبیہات کا استعمال طلباء کی بصیرت اور تفہیم کی حوصلہ افزائی کے لیے کیا جاتا ہے۔ عمل تدریس میں امثلہ اور تشبیہات کا استعمال طلباء کے فہم اور ادراک کو مزید وسعت دیتا ہے اور ان کے لئے سیکھنے کا عمل آسان ہو جاتا ہے۔ ایک تحقیق میں کچھ اساتذہ کو یہ سوالیہ عنوان دیا گیا کہ: "تدریس ۔۔۔۔ کی مانند ہے(یعنی کس چیز / عمل کی مانند ہے)"جب اساتذہ نے تدریس کو کسی چیز سے تشبیہ دینا چاہی تو انہیں عمل تدریس میں مزید غور و فکر کا موقع ملا جس سے ان

---

92 فیروز عالم، محمد، ڈاکٹر، تعلیم اور عہد حاضر میں رائج تدریسی طریقۂ کار، اردو ریسرچ جرنل، 29 (1)، 2022: ص 55۔
http://www.urdulinks.com/urj/?page_id=159

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
This Work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).

کے تدریس کے بارے میں تصورات مزید وسیع بھی ہوئے اور پختہ بھی۔ اس تحقیق کا یہ نتیجہ سامنے آیا کہ اپنے کام کی نوعیت کے لئے امثلہ و تشبیہات استعمال کرنا اساتذہ کو مزید مرتکز اور پرجوش کرنے کا باعث بنا"۔ اسی تحقیق سے یہ نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ روزمرہ کے تصورات کی بہتر تفہیم کے لئے انہیں تشبیہات وامثلہ کے رنگ میں پیش کرنا اساتذہ و طلباء کی تفہیم کو بہتر کرسکتا ہے۔ مزید براں یہ اسلوب عمل تدریس کے فریقین کی نفس مضمون میں دلچسپی کو بھی بڑھانے کا باعث بنتا ہے۔[93]

عمل تدریس میں تشبیہات وامثلہ کی اہمیت کو تدریسی عمل کے بارے میں پچھلی کچھ دہائیوں سے متعارف تشبیہات کی روشنی میں سمجھا جاسکتا ہے۔ طلباء اور تعلیمی اداروں کے درمیان تعلق کو مختلف تشبیہات کے ذریعے متعارف کروایا گیا ہے۔ مثال کے طور پر طلباء کو تعلیمی اداروں میں بطور "گاہک" (Client) متعارف کروایا گیا۔ طلباء کی بطور گاہک کی تشبیہ کے اساتذہ اور طلباء پر نفسیاتی اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ اساتذہ اپنے آپ کو ایسے ہی دکاندار سمجھنے لگتے ہیں جو اپنی عقل و دانش بیچ رہے ہوں اور طلباء یہ سمجھتے ہیں کہ ہم بھی تعلیمی اسناد خرید رہے ہیں جیسا یہ کسی بھی سٹور سے کوئی بھی چیز خریدی جاسکتی ہے۔ کبھی طلباء اور تعلیمی اداروں کے درمیان تعلق کو بطور مالِ تجارت کی "جنس" (Product) کے متعارف کروایا جاتا ہے جہاں طلباء ایک جنس (Product) ہیں اور کوئی بھی تعلیمی ادارہ اس قدر کامیاب تصور کیا جائے گا جتنا وہ بازار کی ضروریات کے مطابق اچھی جنس فراہم کرے گا۔ طلباء کے بارے میں ان تصورات نے تعلیمی اداروں کو بطور ایک صنعت کے متعارف کروایا جن کا کام یا تو اپنے گاہکوں کی توقعات پر پورا اتر کر ان کی ذہنی تسکین ہے یا پھر ایسی اجناس کی تیاری ہے جن کی مارکیٹ میں مانگ ہو۔ اس تصور کے پیچھے مادی کامیابی کے امکانات کتنے ہی روشن ہوں لیکن طلباء کی اخلاقی تربیت جس زوال کا شکار آج ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ ان تشبیہات و تصورات نے پاکستان کے تعلیمی مزاج پر جو اثرات مرتب کئے ہیں ان سے یہ واضح ہوتا ہے کہ کسی بھی تصور کے ساتھ منسلک تشبیہ کا بنیادی اثر ہوتا ہے۔ اس اثر پذیری کو مثبت طور پر استعمال کرکے طلباء کی ذہنی وجسمانی صلاحیتوں کی آبیاری کی جاسکتی ہے۔[94]

[93] Hagstrom, David, Ruth Hubbard, Caryl Hurtig, Peter Mortola, Jill Ostrow, and Valerie White. "Teaching Is Like...?." Educational Leadership 57, no. 8 (2000): 24-27.
[94] Klocinski, John Robert. *Evaluation of success and failure factors and criteria in the implementation of total quality management principles in administration at selected institutions of higher education*. The University of Toledo, 1999.


*This Work* is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

چونکہ تشبیہات و امثلہ مختلف تصورات کی بہتر تفہیم کے لئے بطور ایک آلہ کے استعمال ہوتے ہیں۔ مثال کسی تصور یا خیال کو طاقتور تصویر یا اظہار کی شدت کے ذریعے متاثر کر سکتی ہے۔ اس لئے بطور خاص بیرونی زبان کی تدریس میں بھی ان کو استعمال کیا جاسکتا ہے۔[95] کسی بھی بیرونی زبان کے مشکل تصور کو مشترکہ تصور کی کسی تشبیہ کے ذریعے سے آسان بنایا جاسکتا ہے۔ مثال کے طور پر عربی زبان میں وزن اور مادہ کے نظام کو مقالہ نگار اپنی عربی زبان وادب کی جماعت میں پلاسٹک کی بوتلوں کی تیاری کی تشبیہ سے بیان کرتا ہے کہ جیسے پلاسٹک کے دانوں کو پگھلا کر مختلف سانچوں میں ڈال کر متنوع شکلوں کی بوتلیں تیار ہوتی ہیں ایسے ہی مختلف حروف کو اوزان میں ڈال کر مختلف صیغے بنائے جاتے ہیں۔ اس طرح سے مشکل تصورات کو کسی ایسے عمل سے جو طلباء کے ہاں معروف و معلوم ہو ذہن نشین کرایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح سے لسانیات میں مختلف معانی اور محاورات کو تشبیہات و امثلہ سے واضح کیا جاسکتا ہے۔ جدید تحقیقات نے ثابت کیا ہے کہ علمی امثلہ یادداشت کو منظم کرنے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں اور وہ نئے الفاظ و محاورات کی تصویر کشی کا اہم ذریعہ ہیں۔[96] لہٰذا جدید محققین اس بات پر زور دیتے ہیں کہ کمرہ جماعت میں اساتذہ امثلہ و تشبیہات کا استعمال کریں تاکہ طلباء کے سیکھنے کا عمل بامعنی ہو سکے۔[97]

نبی مکرم ﷺ کے تمثیلی اسلوب سے جو اصول منضبط ہوتے ہیں ان میں سے اصل الاصول یہ ہے کہ ایک معلم ومربی کو سب سے پہلے اچھا عملی مسلمان ہونا چاہئے۔ اچھا مسلمان ہونے کے ساتھ ساتھ ایک معلم کو اپنے نفس مضمون پر گہری گرفت ہو۔ اس مضمون کے مندرجات کی طلباء تک ترسیل وانتقال کے لئے اسے موثر طریق تعلیم ودعوت سے واقفیت ہونا ضروری ہے۔ طریق تدریس کی مؤثریت کی دلیل یہ ہے کہ جو چیز طلباء تک پہنچانا مقصود ہے وہ بطریق احسن مکمل طور پر ان تک منتقل ہو جائے۔ انتقال معلومات کے ساتھ ساتھ ان کے طرز فکر وعمل میں مطلوبہ تبدیلی رونما ہو۔ ان کی شخصیت خیر کی صلاحیتوں سے مالامال ہو جائے اور شر کے عناصر سے پاکیزگی حاصل ہو۔ اس مقصد کے حصول کے لئے استاد علم تدریس کی فنی و عملی مہارتوں سے آراستہ ہونا ضروری ہے۔ فن تدریس کی فنی نزاکتوں کے ادراک کے ساتھ استاد کو اپنی گفتگو کو ادب کے سانچوں میں ڈھالنا بھی ضروری ہے۔ ایک مؤثر استاد کو بہترین خطیب بھی ہونا چاہئے۔ اپنے محاضرات میں استاد

---

[95] Ortony, Andrew Ed. *Metaphor and thought*. Cambridge University Press, 1993.
[96] Cai, L. Q. "The application of theories of metaphor in SLA." *Journal of Foreign Languages* 6 (2003): p38-45
[97] Cortazzi, Martin, and Lixian Jin. "Bridges to learning: Metaphors of teaching, learning and language." *Researching and applying metaphor* 149 (1999): 176

OPEN ACCESS cc BY NC **Al Baṣīrah**, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
*This Work* is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

ایسے الفاظ، تراکیب، تمثیلات اور امثلہ استعمال کرے کہ جو کلام کی فصاحت کو چار چاند لگا دیں۔ جملے مؤثر، بر موقع اور عامیانہ پن سے یکسر پاک ہوں۔ مؤثر تدریس کے لئے ضروری ہے کہ ایک استاد ادب پسند ہو۔ چاہے وہ کوئی بھی مضمون پڑھائے اسے زبان و بیان پر پورا عبور حاصل ہونا چاہیئے۔ لیکن محض لفاظی اور شیریں بیانی طلباء کی کردار سازی کی ضمانت نہیں ہے۔ رسول اکرم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی یہ حدیث تمام معلمین کے لئے زادِ راہ رہنی چاہیئے:

"تم میں سے قیامت کے روز وہ لوگ مجھ سے انتہائی دوری پر ہوں گے جو بڑے بول بولنے والے، باتونی اور گھمنڈ جتانے والے ہیں"۔[98]

بے مقصد، اخلاص سے عاری اور مرصع کلام جو بناوٹی رنگ لئے ہو، کسی پائیدار اثر سے عاری ہوتا ہے۔ طلباء محض لسانی خوبیوں سے کسی استاد کے کلام سے وقتی حظ تو اٹھا سکتے ہیں لیکن اسے اپنی سیرت کا زیور نہیں بنا سکتے۔ طلباء کی کردار سازی کے لئے ضروری ہے کہ استاد اپنے فکر و عمل میں مثالی ہو۔ اسلامی اصول تدریس کے مطابق استاد کا کام ایک طرف تو موئثر ابلاغ ہے اور دوسری طرف اپنے فکر و عمل سے طلباء کے لئے زندہ مثال قائم کرنا ہے۔ چونکہ استاذ کا کام طلباء کے کردار میں مثبت تبدیلی لانا ہے اس لئے اگر ان کے پاس طے شدہ اصول یا مطلوبہ فکر نہیں ہوگی تو یہ مقصد کما حقہ پورا نہیں کیا جا سکتا۔ اگر استاد مثبت خصوصیات جیسے سچائی، فرض شناسی، خود اعتمادی، عاجزی، ہمدردی، وغیرہ سے عاری ہوگا تو اس کے طلباء میں بھی ان اوصاف کا پیدا ہونا محال ہے۔ لہٰذا ایک بہترین استاد کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے طلباء تک موئثر اسلوب کے ذریعے انتقال معلومات بھی کرے اور اپنے ذاتی اوصاف کی بنیاد پر ان کے لئے مثال کی حیثیت اختیار کرے تاکہ ان کی فکری صلاحیتوں میں نکھار پیدا ہو اور ان کے کردار سیرت مصطفی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے رنگ میں رنگ جائیں۔

## 5۔ نتائج تحقیق

گزشتہ بحث سے با آسانی یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ مروجہ تدریسی اسالیب کا بنیادی مرکز و محور طلباء کی ذہنی صلاحیتوں کی آبیاری ہے۔ اس مقصد کے لئے اساتذہ کو ہر وہ طریقہ اپنانا چاہیئے جس سے طلباء میں سوچنے، سمجھنے، لکھنے اور اظہار خیال کی

98 ترمذی، ابو عیسیٰ، السنن، دار الغرب الإسلامي – بیروت، 1998ء، کتاب البر والصلۃ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم » باب ما جاء في معالي الأخلاق، حدیث نمبر: 2018

Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
*This Work* is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**

صلاحیت نمو پائے۔ سیرت طیبہ ﷺ کے مطالعہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ حضور ﷺ درج بالا مقاصد کے حصول کے لئے فطرت انسانی کے تقاضوں کا مکمل پاس رکھتے تھے۔ آپ ﷺ لوگوں کی تعلیمی وتربیتی ضروریات، ان کی نفسیات، مخصوص ماحول اور علاقائی پس منظر کو مد نظر رکھتے ہوئے درس و تدریس فرماتے۔ آپ ﷺ اپنی تعلیمی وتربیتی محافل میں تدریج کا خیال رکھتے تھے کہ کس بات کے ابلاغ کی پہلے ضرورت ہے اور کس بات کی بعد میں۔ اسی طرح آپ ﷺ الفاظ و تراکیب اور امثلہ کے استعمال میں بھی سامعین کے ذہنی و علاقائی پس منظر کو پیش نظر رکھتے۔ ان تمام مساعی کا مطمع نظر ایک ہی مقصد کا حصول تھا اور وہ یقیناً دعوت کی مؤثریت اور اور مطلوبہ تعلیمی نصب العین کا حصول تھا۔ حضور ﷺ کے اسوہ حسنہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ معلم و مربی کو معقول دلائل اور مہذب و شائستہ اسلوب میں اپنا پیغام مخاطب تک پہنچانا چاہئے۔ داعی و مدرس معلوم امثلہ و تشبیہات سے اپنے کلام کو مزین کرے تاکہ جس شخص کے ساتھ گفتگو ہو رہی ہو اس کے خیالات کی تفہیم بھی ممکن ہو اور اس کے تصورات کی اصلاح بھی ہو سکے۔ بالخصوص بیرونی زبانوں کی تدریس میں مقامی زبانوں سے تشبیہات وامثلہ کا مناسب انتخاب کرکے طلباء کے بیرونی زبان کے تصورات کو قابل فہم بنایا جاسکتا ہے۔ اس اسلوب تدریس سے طلباء کی بنیادی تعلیم مستحکم ہوگی، ان میں خود اعتمادی، تیقن، تحقیق اور سوال وجواب کا ملکہ فروغ پائے گا۔

OPEN ACCESS cc BY NC Al Baṣīrah, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad. https://albasirah.numl.edu.pk/
*This Work* is licensed under a **Creative Commons Attribution-NonCommercial 4.0 International License (CC BY-NC 4.0).**